مواعظِ اختر نمبر ۴۱

غمِ راہِ مولیٰ کی عظمت



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com





غمِ راہِ مولیٰ کی عظمت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com



بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: غمِ راہِ مولیٰ کی عظمت

نامِ واعظ: محبی و محبوبی مرشدی و مولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجدد دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: اتوار، بعد نماز ظہر ۱۱ جمادی الاول ۱۸ ۱۴ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۹۷ء

مقام: مسجد نور، ڈربن (جنوبی افریقہ)

موضوع: سکونِ حیات

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص و خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر



غمِ راہِ مولیٰ کی عظمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سَبْعَۃٌ یُّظِلُّھُمُ اللہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَۃِ رَبِّہٖ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللہِ اجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْہُ امْرَأَۃٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ اَخْفٰی حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ

(صحیحُ البخاری، کتابُ الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ، ج:۱، ص:۹۱)

کیفیاتِ احسانیہ اہل اللہ کے سینوں سے ملتی ہیں

اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ مدارس سے اور کتب بینی سے علوم کمیاتِ شرعیہ ملتے ہیں اور اہل اللہ کے سینوں سے کیفیاتِ احسانیہ ملتی ہیں کہ کس دردِ دل سے سجدہ کیا جائے اور کس دردِ دل سے رکوع ہو۔ اصل میں روح سجدہ کرتی ہے، عام لوگ تو سجدہ میں سر رکھتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ سجدہ میرے سر کا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے عاشقین اور عارفین کو مشاہدہ ہوتا ہے کہ میری روح ساجد ہے کیونکہ اگر روح نہ ہوتی تو کیا آپ سجدہ کر سکتے تھے؟ اعتقادی طور پر یہ سمجھنا اور بات ہے کہ روح کی برکت سے سجدہ ہو رہا ہے مگر اہل اللہ کو اپنی روح حالتِ سجدہ میں نظر آتی ہے، رکوع میں ان کو اپنی روح عظمتِ الٰہیہ کے سامنے جھکی ہوئی نظر آتی ہے،

جب وہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتے ہیں تو جانتے ہیں کہ اے عالی شان پالنے والے آپ کی ادائے تربیت تمام عیوب سے پاک ہے، جس کو جس وقت جیسے پالا وہی اس کے لئے بہتر ہے، کبھی غریب رکھا، کبھی امیر بنایا، اور جوانی میں اکثر مشائخ کو غریب رکھا جاتا ہے تاکہ ان کی جوانی مال و دولت کے نشہ میں غلط استعمال نہ ہو جائے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں جوان تھا تو مجھے چنے نہیں ملے، اب بڈھا ہو گیا ہوں تو بورے کے بورے چنے چاروں طرف رکھے ہیں کیونکہ چنے بھی جانتے ہیں کہ میاں کے دانت نہیں ہیں اب ہم کو کیا کرے گا اور اگر جوانی میں اس قدر عیش اور آرام مل جائے تو اکثر لوگوں کا عشق اور پیٹرول غلط جگہ استعمال ہو جاتا ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کا عاشقانہ ترجمہ

تو اللہ تعالیٰ سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہلا رہے ہیں کہ ہم نے تم کو جس طرح پالا، جس عمر میں جیسے پالا اور جن وسائل سے پالا اور تربیت کے جو اغذیاء اور اسباب دیئے وہ اس وقت تمہارے مناسبِ حال تھے، اس لیے کہو کہ آپ عالی شان پالنے والے ہیں اور پاک ہیں، آپ کے پالنے میں کوئی عیب نہیں تھا، آپ نے ہمیں جس طرح پالا ہمارے لئے وہی مفید تھا اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کا عاشقانہ ترجمہ ہے کہ اے میرے عظیم الشان پالنے والے! آپ پاک ہیں۔

نماز میں حضوری قلب کا ایک خاص مراقبہ

اب میں ایک مراقبہ بتاتا ہوں کہ زمین چوبیس ہزار میل کا ایک گولہ ہے، اس گولہ میں سمندر بھی ہیں اور پہاڑ بھی، اسی گولہ میں ایشیا اور امریکہ اور افریقہ بھی ہیں اور ان سب کا کتنا وزن ہے۔ اگر ہم آپ گولہ بنا کر ایک رومال چھوڑ دیتے

ہیں اور اس کو حکم بھی دیتے ہیں، شانِ جلالی دکھاتے ہیں کہ خبردار گرنا مت، لیکن رومال گرتا ہے کہ نہیں؟ اور اللہ تعالیٰ کی دنیا کا یہ گولہ کبھی نہیں گرتا۔ تو فرض کرو کہ اللہ تعالیٰ نے خلا میں ہم کو ایک تخت دے دیا، مصلیٰ دے دیا اور ہمارے سامنے زمین کا چوبیس ہزار میل کا گولہ بغیر کسی ستون کے موجود ہے جس میں سمندر بھی ہے اور سورج اور چاند ستاروں کی روشنی بھی آرہی ہے اور ہم اتنے بڑے مالک کے سامنے کھڑے ہیں۔ یہ مراقبہ کرو پھر دیکھو کہ نماز میں کتنا مزہ آتا ہے۔

کلمہ کی تکمیل اِلَّا اللہ سے

رخصتِ دردِ عشقِ بتاں مل گئی
قربتِ صاحبِ آسماں مل گئی

(مولانا منصور الحق صاحب نے حضرت والا دامت برکاتہم کا کلام سنایا۔ جامع)

پہلے مصرع میں ترتیب ہے کہ جس دن لیلاؤں سے آپ کے قلب و جان پاک ہوں گے، جس دن آپ عیناً قلباً اور قالباً لیلاؤں سے پاک ہو گئے یعنی لا الٰہ کی تکمیل ہو گئی اسی دن آپ کو یقیناً الّا اللہ ملے گا۔ ہم اللہ سے انہی لیلاؤں کی وجہ سے دور ہیں، جس دن آپ کی آنکھ، آپ کا دل، آپ کا جسم ان لیلاؤں کے عشق سے پاک ہو گیا تو لا الٰہ کی تکمیل ہو گئی اور اسی دن سارے عالم میں ہر طرف الا اللہ ملے گا، ذرّہ ذرّہ میں، پتّے پتّے میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات معلوم ہوں گی۔

راہ میں صحبتِ رہبراں مل گئی
خاک پر منزلِ آسماں مل گئی

فرض کرلو کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ نبوی میں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اشعار سن رہے ہیں اور ہم لوگ اس سنت کی ادائیگی کے لئے موجود ہیں۔ تو سمجھ لو کہ آج اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا کہ ہم اللہ کی محبت کے

اشعار سن رہے ہیں، ہم غیر اللہ میں مشغول نہیں ہیں بلکہ غیر اللہ سے چھڑا کر اپنا دل اللہ سے چپکا رہے ہیں۔

غمِ حسرت کے انداز

ان کی خاطر اٹھایا جو حسرت کا غم
روح کو عشرتِ دوجہاں مل گئی

یہ حسرت کا غم کیا ہے؟ ہر آدمی کا غمِ حسرت نئے انداز سے آتا ہے، ڈاکٹر کے پاس مریضہ بن کر آتا ہے، پروفیسر کے پاس متعلمہ بن کر آتا ہے، جھاڑ پھونک والوں کے پاس آسیب زدہ عورتوں کی شکل میں آتا ہے اور دکان داروں کے پاس خریدار بن کر آتا ہے، اب جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت اور مولیٰ کا قرب پائے ہوئے ہے، وہ اپنی نظر کو حرام لذت کی امپورٹنگ سے بچائے گا کیوں کہ حرام لذت آئی اور مولیٰ کا قرب گیا۔ مولیٰ اور لیلیٰ دونوں جمع نہیں ہوسکتے سوائے اس کے کہ کسی کی بیوی ہی اس کی لیلیٰ ہو کیوں کہ وہ حلال ہے، اس سے محبت کرنا ثواب ہے۔

بیوی سے بڑھاپے میں زیادہ محبت کرو

بھئی! حلال کو حلال کرتے رہو کوئی بات نہیں لیکن اگر کسی کو اپنی بڑھیا میں کوئی حسن نظر نہ آئے تو میرا ایک شعر پڑھا کرو اور آثارِ قدیمہ کی حیثیت سے اس کی قدر زیادہ کیا کرو، کیوں کہ بڑھیا اب آثارِ قدیمہ بن چکی ہے، شباب کا زمانہ ختم ہوگیا اور جب کوئی عمارت آثارِ قدیمہ بن جاتی ہے تو آثار کا ٹیکس اور فیس اور ٹکٹ زیادہ لگتا ہے لہٰذا اب اپنی بڑھیا کو محبت سے دیکھو اور اگر پہلے سو رین دیتے تھے تو اب دو سو رین دیا کرو کیوں کہ اب اس کے نواسے اور پوتے ہوگئے ہیں، اس کے مصارف بڑھ گئے ہیں، اور اس وقت میرا ایک شعر پڑھ لیا کرو۔

حسن کے ترسے ہوئے اور عشق کے مارے ہوئے
جی رہے ہیں صرف آثارِ قدیمہ دیکھ کر

آج میں جوان بیبیوں کا حق الگ، درمیانی کا الگ اور بڑھیوں کا الگ بیان کررہا ہوں، کوئی عورت کسی عمر میں ہوان شاء اللہ میری گذارشات کے دائرہ سے خارج نہیں ہوسکتی، میں سارے عالم میں بیویوں کا حق بیان کررہا ہوں، اس لئے خواتین میرے لئے بہت دعائیں مانگ رہی ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ بیبیوں کی پٹائی مت کرو، نہ ان کو ڈنڈا مارو، ان سے کہا کرو کہ انڈا کھاؤ اور مرنڈا بھی پلاؤ اور گھر کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں دے دو کہ جیسے تم چاہو انتظام کرو ہم کچھ دخل نہیں دیں گے بلکہ دین پھیلائیں گے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کریں گے۔

غیر اللہ پر مرنے کی تلافی خون کے آنسوؤں سے بھی نہیں ہوگی

تو یہ بتادیا کہ حسرت کا غم کیا ہے۔ میں اپنی ستر سالہ زندگی کا نچوڑ پیش کررہا ہوں کہ بس ایک کام کرو کہ اپنی تمنّاؤں کا خون کرلو اور نظر بچانے کا غم اٹھالو، پھر جب خونِ تمنّا اور زخمِ حسرت سے دل میں مولیٰ آئے گا تو واللہ کہتا ہوں کہ جو زندگی کسی نے لیلاؤں پر دی ہوگی اُس کو اس کا اتنا صدمہ ہوگا کہ خون کے آنسوؤں سے بھی اس کی تلافی نہ ہوسکے گی اور پچھتائے گا کہ ایسے محبوب مولیٰ سے کہاں غائب تھا۔ جو مولیٰ سارے عالم کی لیلاؤں کو نمک دے سکتا ہے، اس کے نام کی کیا لذت ہوگی؟ بے مثل لذت ہوگی۔ جب اس ذات کا کوئی ہمسر نہیں وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اس میں نکرہ تحت النفی ہے یا نہیں؟ کیا کُفُوًا نکرہ نہیں ہے؟ لٰہذا جب مولیٰ دل میں آئے گا تو لیلاؤں پر جو زندگی ضائع کی ہے اس پر ندامت طاری ہوگی اور کہنا پڑے گا کہ اے خدا!

خون کے آنسو بھی اگر برساؤں تو بھی اس غفلت کی تلافی نہیں ہوسکتی، مگر آپ کریم ہیں، ہمیں معاف کر دیجئے۔

لذّتِ خالقِ لذّات

بعض لوگ کہتے ہیں کہ لیلاؤں میں بہت مزہ ہے، میں کہتا ہوں کہ جو مولیٰ دونوں جہان میں لذت پیدا کرسکتا ہے، وہ حاصلِ دو جہاں ہے، اس کے نام میں دو جہاں کا مزہ ہے ؎

لذتِ دو جہاں ملی مجھ کو تمہارے نام سے
مجھ کو تمہارے نام سے لذتِ دو جہاں ملی

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے سبق سیکھ لو، فرماتے ہیں کہ جو اللہ گنے میں رس پیدا کرتا ہے اور گنے کے رس سے شکر بنتی ہے اور سارے عالم کی مٹھائیوں کی دکانیں اسی شکر سے چمک رہی ہیں تو اگر اللہ گنّوں میں رس نہ دے تو گنے مچھر دانی کے ڈنڈے کے بھاؤ بک جائیں گے اور سارے عالم میں شکر نہیں ہوگی، سارے عالم کی مٹھائیوں کی دکانیں سیل ہوجائیں گی۔ تو جو اللہ سارے عالم کو مٹھائی دے رہا ہے، وہ خود کتنا میٹھا ہوگا۔

میں واللہ کہتا ہوں کہ آج تو سن کر میری بات مان لو مگر جب اللہ کو دل میں پاؤ گے تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ میری تقریر پر خود بخود ایمانِ حالی حاصل ہوجائے گا، ابھی تو ایمانِ اعتقادی کے درجہ میں میری بات مان لو بلکہ یہ تمام اولیاء اللہ کی باتیں ہیں کہ جن کو اللہ ملا وہ دونوں جہان سے بے نیاز ہوگئے۔

غمِ راہِ مولیٰ رشکِ ملائکہ ہے

اللہ کے راستہ کا غم اٹھانے کی جو دولت ہے یہ دولت اور نعمت فرشتوں کو بھی حاصل نہیں، کیوں کہ فرشتوں کے اندر تمنائے معصیت نہیں ہے، تمنائے

حسن بینی نہیں ہے، تمنائے حصولِ لیلیٰ نہیں ہے، اُن کو اِن چیزوں کا احساس نہیں دیا گیا کہ حسن کیا چیز ہے، عشق کیا چیز ہے، یہ غم اللہ نے حضرتِ انسان ہی کو بخشا ہے، اس لئے شکر ادا کرو کہ اللہ نے ہماری قسمت میں وہ غم رکھا ہے جو آسمان و زمین کے حصہ میں نہیں آیا:

﴿وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ﴾

(سورۃ الاحزاب، آیت:۷۲)

یہ غم اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کے حصہ میں رکھا ہے۔ اس لئے حق تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے اس غم کو ضائع مت کرو، یہ بہت قیمتی غم ہے، جو رشکِ جبرئیل اور رشکِ ملائکہ ہے، رشکِ آسمان و رشکِ زمین ہے۔

صحبت اہل اللہ سے ذکر اللہ کی توفیق ہو جائے گی

اب اہل اللہ کی خانقاہوں سے جو اللہ کی محبت کی شراب ملتی ہے، اُس پر ایک زبردست شعر سنئے ؎

مستی کے لئے بوئے مئے تند ہے کافی
مے خانے کا محروم بھی محروم نہیں ہے

یعنی جو آدمی مے خانے کی شراب نہیں پی سکا، تیز والی مے کو خالی سونگھ ہی لیا تو اس سے بھی کچھ نہ کچھ مستی آجاتی ہے، یعنی خانقاہوں میں جاؤ، اگر ساقی کے ہاتھ سے اور شیخ کے ہاتھ سے تم نے کچھ پیا بھی نہیں یعنی ذِکر نہ بھی کیا کیونکہ ذِکر کرنا ہی اُس کا جامِ معرفت ہے، تو اگر کسی کو اس کی ہمت نہیں ہے، سستی ہے، ساری زندگی آرام کرتا رہا، ابھی اس کے منہ سے اللہ اللہ نہیں نکل رہا ہے، تو وہ بھی اللہ والوں کے پاس جائے، ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ ہی دنوں میں وہ خود ہی اللہ اللہ کرنے لگے گا اور اللہ کی محبت کی تیز مے کی خوشبو سے محروم نہیں رہے گا۔

بیوی سے حسن برتاؤ سے پیش آؤ

میں سارے عالم میں یہی بیان کررہا ہوں کہ حرام سے نظر بچاؤ اور حلال کی خوب قدر کرو، جو لوگ بوڑھے ہوگئے ہیں وہ اپنی بوڑھی بیویوں کی زیادہ محبت کریں کیونکہ بڑھاپے میں بیوی اپنے شوہر کی اس طرح دیکھ بھال کرتی ہے جیسے ماں بچہ کی دیکھ بھال کرتی ہے، لہٰذا تنہائی میں جہاں بچے نہ ہوں جب اپنی بڑھیا کو دیکھو تو اس کو ایسے کہا کرو کہ اے میری بڑھیا! شکر کی پڑیا، واہ رے میری گڑیا۔ اس سے بے چاری بڑھیا خوش ہوجائے گی اور اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوجائیں گے کہ باوجود اس کے کہ اب ہماری بندی کے اندر وہ شباب نہیں رہا لیکن میری محبت کی وجہ سے میری بندی کا خیال رکھتا ہے۔ اس لئے مجھے سخت صدمہ پہنچتا ہے جب میں سنتا ہوں کہ کسی نے اپنی بیوی کو پیٹا یا لڑائی کرکے اس کو رات بھر رُلایا، بیویاں نہایت حساس ہوتی ہیں، دل کی کمزور ہوتی ہیں، ان کو ذرا سا ڈانٹو تو رات بھر روتی رہتی ہیں اور شوہر صاحب خراٹے لے رہے ہوتے ہیں، ایسے خراٹے والوں کو بیوی نہ ملے تو اچھا ہے۔

میرا ارادہ تھا کہ اس مضموم پر بیان کردوں کہ سات قسم کے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عرش کا سایہ بخشیں گے اور اس دن کوئی اور سایہ نہیں ہوگا لیکن اس وقت ایک چیز میرے قلب میں آرہی ہے ہے، جب اللہ تعالیٰ کوئی چیز میرے قلب کو عطا فرماتے ہیں تو میں پہلے اس کو بیان کرتا ہوں، اگرچہ اس وقت مجھے کچھ اور مضمون بیان کرنا ہے لیکن جب دل میں کوئی چیز اچانک یاد آتی ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُمت کے لیے اسی مضمون کو بیان کرنا ضروری ہے۔

ہم ان کے ہوئے وہ ہمارے ہوئے ہیں
اشارے ہوئے ہیں نظارے ہوئے ہیں

ظاہر اور باطن دونوں متبع سنت بنائیے

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ مولانا! ڈاڑھی دل میں ہونی چاہئے، گالوں پر کیا ضرورت ہے۔ میں ان سے ایک سوال کرتا ہوں کہ جب آپ سیب خریدتے ہیں تو کیا اس کے بیرونی جمال کو نہیں دیکھتے، اگر سیب کا چھلکا سڑا ہوا ہے تو اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ سیب ہم کو پسند نہیں ہے کیونکہ اس کا ظاہر اچھا نہیں ہے۔ اور جب شادی کرتے ہیں تو اگر وہ کالی ہو یا چپٹی ناک کی ہو، موٹے موٹے ہونٹ ہوں اور بڑے بڑے دانت نکلے ہوں تو اگر ساری دنیا کے ماہرینِ حسن بھی یہ کہیں کہ اس کے ظاہر پر مت جاؤ اس کے دل میں بہت حسن ہے، سیب والا لاکھ اطمینان دلائے کہ یہ سیب اندر سے بالکل صحیح ہے تو آپ کہیں گے ہم کو ظاہر بھی حسین چاہئے اور باطن بھی حسین چاہئے، تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کے ظاہر کو بھی حسین دیکھنا چاہتے ہیں اور باطن کو بھی حسین دیکھنا چاہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو یہ حق بھی ہے۔ تو وہ اپنے غلاموں کو اور اپنے بندوں کی صورت کو ڈاڑھی والا دیکھنا چاہتے ہیں اور اُن کی سیرت میں بھی اپنی بندگی کے آداب دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس پر میں یہ کہتا ہوں کہ جو رکھتا ہے ڈاڑھی، اللہ سے اس کی دوستی ہوتی ہے گاڑھی۔

دل میں ڈاڑھی رکھنے والے کی مثال

تو ابھی حال ہی میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مثال عطا فرمائی ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ڈاڑھی دل میں ہونی چاہئے، باہر ہونا ضروری نہیں ہے تو اگر ایئرپورٹ پر آپ کا جہاز اُتر رہا ہے اور پائلٹ کہتا ہے کہ ہوائی جہاز کا پہیہ جو جہاز کے اندر ہے وہ باہر نہیں آرہا تو سب لوگ رونے لگیں گے یا نہیں؟ یا یہ کہیں

گے کہ جیسے ڈاڑھی ہمارے دل میں ہے تو کوئی حرج نہیں پہیہ بھی اندر رہنے دیں، وہاں تو چیخنے لگو گے، رونے لگو گے کہ اللہ ! رحم فرمائیے، پہیہ باہر آنا چاہئے۔ لہٰذا سمجھ لو کہ اگر جہاز کا پہیہ باہر نہیں نکلے گا تو جہاز کریش ہوجائے گا، ہڈیاں ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوجائیں گی، جس کے چہرہ پر ڈاڑھی نہیں آئے گی تو اس کا ایمان، اس کا اسلام کریش ہوجائے گا، اس کی نماز کی اقامت بھی مکروہ ہے، اس کو اذان دینا بھی مکروہ ہے، اس کی شہادت بھی ممنوع ہے اور ایسے مؤمن کا مسلم ہونا بھی معلوم نہ ہوسکے گا، اگر اس کا کہیں ایکسیڈنٹ ہوجائے اور وہ مرجائے تو اس کو مسلمان سمجھنا مشکل ہوجائے گا اور اس کے لیے اس کے اعضاءِ پوشیدہ کو دیکھنا پڑے گا تو ایسا کام کیوں کرتے ہو جس سے مرنے کے بعد بھی ذلت وخواری ہو۔ اگر اس کے چہرے پر ڈاڑھی ہوتی تو معلوم ہوجاتا کہ یہ مسلمان ہے ؎

جس کے چہرے پہ نہ ہو آہ نبی کی سنت
کیسے معلوم ہو مؤمن کا مسلماں ہونا

ڈاڑھی کے متعلق ائمہ اربعہ کا اجماع

اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک مٹھی ڈاڑھی کیا ضروری ہے، کوئی کہتا ہے اتنی ڈاڑھی رکھنا کافی ہے جو چالیس قدم کے فاصلہ سے نظر آجائے، کوئی کہتا ہے کہ تھوڑی تھوڑی سی رکھنا کافی ہے۔ آپ بتائیے ! اگر جہاز کا پہیہ تھوڑا سا نکلا مثلاً آدھا نکلا یا بارہ آنے نکلا اور چار آنے پہیہ ہوائی جہاز کا نہیں نکل رہا تو کیا جہاز زمین پر سلامتی سے اُتر سکے گا؟

اس لئے دوستو! ہمت سے کام لو۔ فقہائے اربعہ امام احمد ابن حنبل، امام شافعی، امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین چاروں اماموں کے

نزدیک تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، یعنی دائیں طرف سے، بائیں طرف سے اور سامنے سے، تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھو۔ ڈاڑھی ڈاڑھ سے ہے تو ڈاڑھ کی ہڈی یعنی جبڑے کی ہڈی سے نیچے ڈاڑھی کے بال منڈوانا یعنی خط بنوانا جائز نہیں اور مونچھوں کو باریک کرنا افضل ہے، اگر آپ اعلیٰ نمبروں سے پاس ہونا چاہتے ہیں تو مونچھوں کو بالکل باریک کروالیں اگرچہ تھوڑی تھوڑی رکھ بھی سکتے ہیں مگر اوپر والے ہونٹ کا کنارہ کھلا رہے یعنی مونچھوں کے بال اس کنارہ سے آگے نہ بڑھیں۔

ٹخنے چھپانے والا محبوب نہیں ہوسکتا

اور ٹخنے کو پائجامہ سے کبھی نہ چھپاؤ۔ اس سے متعلق سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بڑا عاشقانہ ارشاد فرمایا جس کو علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری فتح الباری میں نقل کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا:

((لَا تُسْبِلْ فَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْبِلِيْنَ))

(سنن ابن ماجة، کتاب اللباس، باب موضع الازار این ھو، ص ۲۵۵)

ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری پنڈلی سوکھ گئی ہے، آپ مجھے ٹخنہ چھپانے کی اجازت دے دیجئے تاکہ لوگ میرے عیب کو نہ جان سکیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَمَا لَكَ فِيَّ أُسْوَةٌ

(فتح الباری: کتاب اللباس، ج۱۰، ص ۲۶۴)

یہ تازیانۂ محبت لگا یا کہ کیا میری زندگی تیرے لئے نمونہ نہیں ہے، ٹخنہ مت چھپایا کرو، اللہ تعالیٰ ٹخنہ چھپانے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت نہ ملی تو کیا ملا؟

نظر بازی زہر میں بجھا ہوا شیطانی تیر ہے

ایسے ہی لوگ اپنی نظر کی حفاظت نہیں کرتے حالانکہ بدنظری شیطان کا زہر آلود تیر ہے۔ حدیث قدسی ہے

اَلْحَدِیْثُ الْقُدْسِیُّ ھُوَ الْکَلَامُ الَّذِیْ یُبَیِّنُہُ النَّبِیُّ بِلَفْظِہٖ وَیُنْسِبُہٗ اِلٰی رَبِّہٖ

(مرقاۃ المفاتیح، ج۱، ص۱۴۸)

حدیث قدسی وہ کلام ہے جو زبانِ نبوت سے ادا ہو اور نبی اللہ کی طرف اس کی نسبت کردے کہ یہ اللہ نے فرمایا ہے۔

تو حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((اِنَّ النَّظَرَ سَھْمٌ مِّنْ سِھَامِ اِبْلِیْسَ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَکَھَا مَخَافَتِیْ اَبْدَلْتُہٗ اِیْمَاناً یَّجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ

(کنز العمال، ج:۵، ص:۱۳۰، دار الکتب العلمیۃ)

نظر بازی یعنی حسینوں کو دیکھنا شیطان کا تیر ہے اور کیسا تیر ہے؟ زہریلا تیر ہے۔ جس نے میرے خوف سے نظر بازی چھوڑی، مَخَافَتِیْ یعنی میرے خوف سے چھوڑی، اب یہاں اللہ تعالیٰ نے علمِ عظیم رکھ دیا، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اللہ تعالیٰ کہلوا رہے ہیں کہ اگر ربّا کے خوف سے نظر بچائی تو حلاوتِ ایمانی پاؤ گے، لیکن اگر شیخ ساتھ ہے اور اس کے خوف سے نظر بچائی تو حلاوتِ ایمانی نہیں پاؤ گے۔ یہاں مَخَافَتِیْ ہے یعنی میرے خوف سے نظر بچاؤ، چاہے شیخ موجود ہو یا نہ ہو، جو ہمیشہ نظر بچاتا ہے شیخ کی موجودگی میں بھی نظر بچاتا ہے اور اس کی غیر موجودگی میں بھی نظر بچاتا ہے تو وہ حلاوتِ ایمانی پا جائے گا کیونکہ یہاں شیخ سبب نہیں ہے، اللہ سبب ہے، جیسے ابّا ہو یا نہ ہو ربّا تو ہے، ابّا نہیں دیکھ رہا ہے لیکن ربّا تو دیکھ رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو میرے خوف سے نظر بچاتا ہے میں اس کا ایمان اس مقام پر پہنچاتا ہوں کہ وہ ایمان کی مٹھاس کو دل

میں پا جائے گا اور وہ ایمان دائمی رہے گا یعنی اُس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

بدنظری سے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے

تو بدنظری ابلیس کا زہریلا تیر ہے، اور ابلیس اللہ تعالیٰ کی صفتِ مُضِلّ کا مظہرِ اتم ہے پھر اس کا تیر کتنا خطرناک ہوگا۔ آنکھوں کے اس گناہ کی وجہ سے بعض لوگوں کا خاتمہ ہی کفر پر ہوگیا کیونکہ بعض اوقات زندگی میں کسی شخص نے کوئی ایسی شکل دیکھی کہ وہ شکل اس کے دل میں اُتر گئی، اس نے بہت لاحول پڑھا، لا الٰہ کی بڑی ضربیں لگائیں مگر وہ صورت اس کے قلب میں راسخ ہوگئی، شیطان کا تیر مع اپنے زہر کی آلودگی کے ساتھ اس کے قلب میں پیوست ہوگیا، تو جب لوگوں نے اس سے کہا کہ اب آپ کا خاتمہ ہو رہا ہے، آپ کلمہ پڑھ لیجئے، تو اس نے عربی زبان میں یہ شعر پڑھا ؎

رِضَاكَ اَشْهٰى اِلٰى فُؤَادِیْ

مِنْ رَّحْمَةِ الْخَالِقِ الْجَلِیْلِ

اے معشوق! تیرا خوش ہوجانا مجھے اللہ کی رحمت سے زیادہ محبوب ہے۔ پھر اسی حالتِ کفر میں مرکر جہنم میں چلا گیا۔ لہٰذا بدنظری کو معمولی مت سمجھو۔ ایک عالم نے میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ پچاس سال ہوگئے میری نظر ایک عورت کی پنڈلی پر پڑ گئی، آج پچاس سال کے بعد بھی اس کی پنڈلی کا خیال دل میں آجاتا ہے حالانکہ چہرہ بھی نہیں دیکھا تھا۔

حسن کا قبرستان

اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہیں، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، تو ارحم الراحمین رب اور رحمۃ للعالمین نبی کی بات کیوں نہیں مانتے ہو؟ اپنے نفس دشمن کی بات تو مانو اور اپنے دوستوں اور پیاروں کی بات نہ مانو، یہ

کیسی محبت ہے؟ میری شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ایک شعر بہت پڑھا کرتے تھے ؎

بقولِ دشمن پیمانِ دوست بشکستی

ببیں کہ از کہ بُریدی و با کہ پیوستی

نفس دشمن کے کہنے سے اپنے دوست یعنی اللہ کا پیمانِ عہد توڑ دیا، ذرا دیکھو تو کہ تم نے کس سے توڑا اور کس سے جوڑا؟ اللہ تعالیٰ سے اپنا رشتہ توڑا اور ان مرنے والی لاشوں سے رشتہ جوڑا جن کے جوانی کے ڈسٹمپر ختم ہونے کے بعد جب بڑھاپا آئے گا تب تم خود ان سے بھاگو گے:

﴿كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ۝﴾

(سورۃ المدثر، آیت ۵۰،۵۱)

اور فرار کا انداز یہ ہوگا جیسے گدھے شیر سے بھاگتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ یہ کیسی شکل ہے، توبہ توبہ اس کا تو دیکھنا بھی مشکل ہے، میں حسن کے اس قبرستان کو نہیں دیکھ سکتا، مجھے اس کا ماضی یاد آرہا ہے ؎

کیسا دیکھا تھا ہوگئے کیسے

کیا بھروسہ ہے اس جوانی کا

اور ؎

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی

نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

یہ دونوں اشعار میرے ہی ہیں۔ تو مولیٰ کے عاشقین ہمیشہ تر و تازہ رہتے ہیں۔

دنیا کے سب ہنگامے ایک دن ختم ہونے والے ہیں

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

زیں سبب ہنگامہا شد کل ہدر
باشد ایں ہنگامہ ہر دم گرم تر

دنیا کی خوشیوں کے سارے ہنگامے ایک دن ختم ہوجاتے ہیں مگر اللہ کی محبت کا ہنگامہ اور شور اور گرما گرمی ہمیشہ رہتی ہے۔ پہلی رات جب شادی ہوتی ہے جس کو اہلِ لغت اور اہلِ ادب شائستہ اور شگفتہ اردو میں شبِ زفاف کہتے ہیں، اس کے لئے بڑے بڑے صوفی فجر کی نمازیں قضا کر دیتے ہیں، لیکن جس کے دل پر مولیٰ کی محبت غالب رہتی ہے وہ شبِ زفاف میں بھی فجر کی نماز جماعت سے پڑھتا ہے۔ اس شبِ زفاف کی لذت پر اختر کا ایک شعر سن لیجئے جو نہایت عبرت ناک ہے ؎

شبِ زفاف کی لذت کا شور سنتے تھے
گذر کے تھی وہ شبِ منتظر بھی افسانہ

جس شب کا جوانی میں آدمی انتظار کرتا ہے آخر میں جب بڑھاپا آ گیا تو سب ختم ہوگیا، جغرافیہ بدل گیا تو تاریخ بھی بدل گئی، تاریخ ہمیشہ تابع جغرافیہ ہوتی ہے، لہٰذا جغرافیہ بگڑنے والوں سے دل مت لگاؤ ورنہ تمہاری تاریخ بھی بگڑ جائے گی۔

بوڑھے شیخ کی زیادہ قدر کرو

اور مولیٰ کے عاشقوں کی تاریخ کبھی نہیں بگڑتی بلکہ وہ جتنے بوڑھے ہوتے جاتے ہیں اللہ کی محبت کا نشہ تیز ہوتا جاتا ہے، کیونکہ وہ تو بوڑھے ہورہے ہیں مگر ان کے محبوب مولیٰ کی ہر وقت نئی شان ہے، اسی لئے اللہ کے عاشقوں کی ہر وقت نئی شان رہتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بڈھے پیر کی زیادہ قدر کرو کیونکہ وہ شرابِ کہن ہے، اس کے سینہ میں پرانی شراب ہے اور پرانی شراب کا نشہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے شیخ بوڑھا ہوجائے تو سمجھ لو کہ اب وہ تیز والی پلائے گا اور جام لبریز دے گا، شہر تبریز سے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو جو

ملا تھا، وہ شہر تبریز کا میکدہ تم پر انڈیل دے گا، یہ نہ سمجھو کہ اب شمس الدین تبریزی نہیں ہیں، ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ شمس الدین تبریزی پیدا کرتے ہیں اور ہر زمانہ میں جلال الدین رومی بھی پیدا کرتے ہیں۔ میں یہی کہتا ہوں اگر مجنوں کو اس زمانہ کے شمس الدین تبریزی مل گئے ہوتے تو وہ مجنوں کے عشقِ لیلیٰ کو عشقِ مولیٰ سے بدل دیتے۔ اللہ والے جس مرید کے قلب کو ہینڈل کرتے ہیں اس کو مولیٰ سے رابطہ بھی کرادیتے ہیں اور حسینوں کے سینڈل سے حفاظت بھی دیتے ہیں، لہٰذا اپنے دل کی موٹر کو اللہ والوں کے حوالہ کرو، ان کی محبت کے پیٹرول سے آپ کی روح کی کار عرشِ اعظم پر اُڑ جائے گی۔

سوائے حق تعالیٰ کے ہر وقت کوئی ساتھ نہیں رہ سکتا

اور ان حسینوں نمکینوں کے عشق سے آپ ہر وقت بے چین رہیں گے کیونکہ محبت کا مزاج امتزاجی ہے، محبت ہر وقت محبوب سے وابستہ رہنا چاہتی ہے لیکن دنیا کے معشوق ہر وقت ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ مان لو اگر بیوی بہت حسین ہے تو اپنے ماں باپ کے یہاں جائے گی یا نہیں؟ بتایئے جدائی ہوئی یا نہیں؟ اور اگر وہ نہیں گئی تو آپ کو روزی کمانے کے لیے باہر جانا پڑے گا یا نہیں؟ اور کچھ بھی نہ ہو تو پیشاب پاخانہ کی حاجات کے لئے جا جرو تو جانا پڑے گا، اس وقت بیوی آپ کے ساتھ رہ سکتی ہے؟ یہ تو عارضی جدائی ہے اور اگر وہ مرگئی تو دائمی جدائی ہوگئی۔ بتاؤ پھر کس سے دل بہلاؤ گے اور کس کے ساتھ رہو گے؟ تو سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کوئی ہمارے پاس ہر وقت نہیں ہے:

﴿وَهُوَ مَعَكُمۡ اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ﴾

(سورۃ الحدید، آیت:۴)

یہ جملہ اسمیہ ہے جو دلالت کرتا ہے دوام اور ثبوت پر، یہ جملہ فعلیہ نہیں ہے، اللہ نے جملہ اسمیہ سے نازل فرمایا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ جہاں بھی تم رہو گے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ تو ایسے محبوب سے دل لگاؤ جس کی وجہ سے تم کو کبھی بھی غمِ فراق نہ ملے، ہر وقت چین سے رہو۔

اور اللہ کا نور قلب میں ایسا آتا ہے کہ:

﴿يَمْشِىْ بِهٖ فِى النَّاسِ﴾

(سورۃ الانعام، آیت:۱۲۲)

سارے عالم میں جہاں جاؤ گے اللہ ساتھ ہوگا، زمین کے نیچے قبر میں جاؤ گے وہاں بھی اللہ ساتھ ہوگا، عالمِ برزخ میں بھی ساتھ ہوگا، پلِ صراط پر بھی ساتھ ہوگا، میدانِ محشر میں بھی ساتھ ہوگا اور جنت میں بھی ساتھ ہوگا، ایسے باوفا مولیٰ کو چھوڑ کر بے وفا لیلاؤں کے چکر میں کہاں پڑ رہے ہو۔ لیلیٰ آج ہے کل مر جائے گی تب کہاں جاؤ گے؟

دل لگانے کے قابل صرف حق تعالیٰ کی ذات ہے

جب میں اعظم گڑھ پھولپور میں تھا تو میرے دواخانہ کے سامنے سے ایک ہندو گذرتا تھا اور لکڑی کی کھڑاؤں سے وہ اپنی غزل کی ایک دھن بناتا تھا اور یہ مصرع پڑھتا تھا ؂

ہم جانتے تو تم سے کبھی پیار نہ کرتے

تو میں نے کچھ ہندوؤں کو اس کے پیچھے لگایا کہ پوچھو اس کو کیا مصیبت آئی ہے کہ پاگل ہوگیا۔ تو مجھے اس کے دوستوں نے بتایا کہ اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی اور یہ اس پر عاشق تھا، وہ اچانک کسی بیماری میں مرگئی، اس حادثہ نے اس کا دماغ پاگل کردیا، اب وہ پچھتا رہا ہے کہ اگر ہم جانتے کہ تو مر جائے گی

تو تجھ سے کبھی محبت ہی نہ کرتے، تجھ سے کبھی پیار ہی نہ کرتے۔ دیکھا آپ نے دنیا کے فانی محبوبوں کو! بس صرف اللہ تعالیٰ سے دل لگاؤ اور اللہ کی مرضی کے مطابق اپنی بیوی سے محبت کرو، بچوں سے محبت کرو، رزقِ حلال اور کاروبار سے محبت کرو، جس سے اللہ راضی ہو اس کام کو کرو اور جس سے اللہ ناخوش ہو ایسی کروڑہا خوشیوں پر لعنت بھیجو۔

اللہ تعالیٰ کے قرب کا خزانہ دلِ ویران میں ہوتا ہے

مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ؎

خوشی کو آگ لگادی خوشی خوشی ہم نے

اور ایک مصرع اور فرماتے تھے کہ اللہ کے جن وفادار بندوں نے اپنی بری خواہشات کا خون کردیا اور حرام دنیاوی بہاروں سے دل کو ویران کردیا تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو آباد کرتے ہیں اور اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ خزانہ ہمیشہ جنگلوں میں دفن ہوتا ہے، شہر کے اندر دفن نہیں ہوتا، کل کو کوئی زمین خرید لے اور کھدائی کرے اور خزانہ نکل آئے تو جس نے خزانہ زمین میں دبایا تھا اس کا خزانہ تو غائب ہوگیا لہٰذا ویرانے میں خزانہ دفن ہوتا ہے جہاں کوئی انسان مکان نہ بنائے، کھدائی نہ کرے۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا خزانہ، اپنی نسبت کا خزانہ، اپنی دوستی کا خزانہ انہی دلوں کو دیتے ہیں جو اپنی بری خواہشات کو مار کر اپنے دل کو ویران کرتے ہیں، فرماتے ہیں ؎

گنج در ویرانی است اے میر من
قصر چیزے نیست ویراں کن بدن

اے میرے دوستو! اللہ کی محبت کا خزانہ بھی ویرانی میں ملتا ہے لہٰذا دل کو ویران کرو اور دل کیسے ویران ہوتا ہے؟ بری خواہشوں سے، گناہوں کی گندگی سے

دل کو ویران کرلو اور اچھے اعمال سے دل آباد کرلو، پھر اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو آباد کرے گا۔ تو حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، کیا پیارا شعر ہے اور کتنا مزیدار ہے ؎

بربادِ محبت کو نہ برباد کریں گے
مرے دلِ ناشاد کو وہ شاد کریں گے

یعنی جو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی بری خواہشوں کو برباد کرتا ہے، خدائے تعالیٰ اس کو مزید برباد نہیں کرتے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک بندہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے تمام حرام خوشیوں کو برباد کررہا ہے اور وہ ارحم الراحمین اللہ اس کو اور برباد کردے، یہ حق تعالیٰ کی رحمت سے مستبعد، محال اور ناممکن ہے۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی خوشیوں کو زخمِ حسرت سے تبدیل کررہا ہے، اس کا نفس تقاضا کررہا تھا کہ یہاں دیکھو وہاں دیکھو، اِس کو دیکھو اُس کو دیکھو ؎

قمر اپنی بے کسی پہ رویا
کبھی یہ خیال کرکے کبھی وہ خیال کرکے

جن اللہ والوں نے اپنے دل کی بری خواہشوں کو برباد کردیا، خدائے تعالیٰ نے ان کو اتنی خوشی دی کہ لاکھوں غم زدہ ان کے پاس بیٹھ کر خوشی حاصل کرتے ہیں، اس کا دل خزانۂ مسرت سے اس قدر پُر ہوتا ہے کہ تقسیم کرتا ہے پھر بھی ختم نہیں ہوتا، اللہ والے دل جو خدا پر فدا رہتے ہیں ان کو حق تعالیٰ عرشِ اعظم سے ہر وقت نئی حیات عطا کرتے ہیں جس سے مُردوں کو حیات ملتی ہے، ہر وقت مسرت کی بارش کرتے ہیں جس سے غم زدہ اور حسرت زدہ لوگوں کو سُرور اور مسرت ملتی ہے۔

حسرت نے کہا عشرت، عشرت نے کہا حسرت
دونوں لپٹ کر روئے پھر ہنس کے کہا او کے

کیوں کہ دونوں عارف تھے، عشرت نے حسرت سے کہا کہ تمہاری آرزو پوری نہیں ہوئی اس کا بدلہ تمہیں اللہ دے گا اور حسرت نے عشرت سے کہا کہ تم اپنی عشرت پر شکر ادا کرو گے تو تم شکر سے خدا تک پہنچ جاؤ گے اور ہم صبر سے خدا تک پہنچیں گے، دونوں کی منزل ایک ہے، ایک دن اللہ سے ملیں گے۔

گناہوں سے بچنے کی ہمت صحبت اہل اللہ سے ملے گی

دوستو! جو بات کہتا ہوں دردِ دل سے کہتا ہوں، کچھ دن آزمالو، ویسے مولیٰ کے لئے آزمانے کا لفظ بھی میں خلافِ ادب سمجھتا ہوں، مگر پھر بھی کہتا ہوں کہ اگر تمہیں ذِکر کی توفیق نہیں ہے اور تم ابھی اللہ والے بننے میں اپنے نفس کی خواہشات کے سامنے کم ہمت ہو رہے ہو تو کچھ دن کے لئے تم اللہ تعالیٰ پر فدا ہو کر دیکھو اور اگر اللہ پر فدا ہونے کی ابھی ہمت نہیں ہے تو اللہ والوں کے پاس بیٹھو، جس اللہ والے سے آپ کو مناسبت ہو۔ کچھ دن اس کی صحبت میں رہو تو ان شاء اللہ آپ کا یقین بڑھ جائے گا کہ واقعی اطمینان وچین اللہ والوں کے پاس ہے۔

ایک غریب ومسکین کے پاس فریج نہیں تھا، ڈیپ فریزر نہیں تھا تو کسی مالدار دوست سے کہہ دیا کہ میری گرم پانی کی بوتل اپنی فریج میں رکھ دو، پھر جب ٹھنڈا پانی پیا تب اس نے کہا کہ واقعی فریج بہت اچھی چیز ہے۔ تو اللہ کے پیاروں کے پاس بیٹھ کر دیکھو، آپ کے دل کی ٹینشن، فکر، گرمی، پریشانی اور ڈپریشن جب سکون اور چین سے بدل جائیں گے تب سمجھو گے کہ اللہ تعالیٰ کتنا پیارا ہے کہ اُس کے پیاروں کے پاس بیٹھ کر جب دل کے چین کا یہ عالم ہے تو جب ہم خود اللہ والے ہو جائیں گے تو ہمارے دل کے چین کا کیا عالم ہو گا، جب ان کے نام کی برکتوں سے اطمینان والی زندگی گذارنے والوں کے ساتھ رہنے میں یہ مزہ اور چین اور سکون ہے تو پھر خود اللہ والا بننے میں کیا لطف آئے گا۔ یہ ہے

کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا راز کہ اگر تم کو اللہ والا بننا ہے، تقویٰ حاصل کرنا ہے تو جلدی سے کسی اللہ والے کے پاس بیٹھ جاؤ، اہلِ تقویٰ کے پاس بیٹھ جاؤ تاکہ تمہارا قلب فیصلہ کرے کہ تقویٰ کی حیات کیسی پیاری ہے، کتنی چین والی ہے، ان اللہ والوں کے پاس کس قدر سکون ہے۔

علم کی تین اقسام

علم کی تین قسمیں ہیں: نمبر ا: علم الیقین، نمبر ۲: عین الیقین، نمبر ۳: حق الیقین اور میں یہاں مثال پاپڑ اور سموسہ کی دوں گا جو گجراتیوں کو بہت پسند ہے۔ گجراتیوں کے کان میں جب پاپڑ اور سموسہ کی آواز آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ؎

از کجا می آید ایں آوازِ دوست

یہ میرے محبوب کی آواز کہاں سے آرہی ہے۔ تو آدمی آواز کان سے سنتا ہے، پاپڑ اور سموسہ کی آواز آئی تو کان نے سُنا اور آنکھوں نے دیکھا تو جب آپ نے کسی گجراتی سے یہ سنا کہ پاپڑ اور سموسہ بہت مزیدار ہوتا ہے اور کہنے والا گجراتی ولی اللہ اور اللہ والا ہے، عالم ہے، بزرگ ہے تو آپ کو علم الیقین حاصل ہوگیا، ایک دن آپ نے کسی گجراتی کے دسترخوان پر شرفِ ضیافت حاصل کیا، سن لو آج لکھنؤ کی اردو یاد کرو! شرفِ ضیافت یعنی کسی گجراتی نے آپ کو اپنا مہمان بنانے کا شرف حاصل کیا تو دیکھا کہ پاپڑ اور سموسے کھانے والے سب جھوم رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ واہ سبحان اللہ! کیا مزہ ہے۔ تو آج آپ کو علم الیقین سے بڑھ کر عین الیقین حاصل ہوگیا۔ پھر جب پاپڑ اور سموسہ آپ نے اپنے منہ میں اِنْ (In) کیا، دیکھو انگریزی بھی بول رہا ہوں، تو آپ کے دل نے فیصلہ کیا کہ واقعی مزیدار چیز ہے، یہ حق الیقین ہے۔

اب ذرا غور سے میری بات سنو، میں اس سے کیا ثابت کر رہا ہوں،

جب آپ قرآنِ پاک میں پڑھیں گے:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾

(سورۃ الرعد، آیت:۲۸)

دنیا والو! اللہ ہی کی یاد سے دل میں چین پاؤ گے، لیلاؤں سے کچھ نہیں پاؤ گے، کتنے مجنوں اسی چکر میں پاگل ہوگئے، نیند اڑ جائے گی، ویلیم فائف کھانی پڑے گی۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ نہ دیکھو کسی کی وائف (Wife) ورنہ کھانی پڑے گی ویلیم فائیو (Five) اور خراب ہوجائے گی تمہاری لائف (Life)، اور چبھے گا تمہارے جگر میں اس کا نائف (Knife)۔ تو جب آپ نے قرآنِ پاک کی یہ آیت تلاوت کی اور ترجمہ دیکھا یا کسی عالم سے سنا تو علم الیقین حاصل ہوگیا، یہ یقین حاصل ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون سچا ہوسکتا ہے، پھر ایک دن اللہ والوں کے پاس گئے اور وہ اللہ اللہ کررہے تھے، تو ان پر ذکر اللہ کے اطمینان کے جو اثرات اور ثمرات تھے وہ آنکھوں سے نظر آگئے کہ یہ اللہ والا چٹائی پر سلطنت کررہا ہے، بوریوں پر بیٹھا سلطنت کررہا ہے اور اللہ کے نام سے کیسا مست ہورہا ہے۔

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہوکر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

یہ کون سا علم حاصل ہوا؟ عین الیقین۔ آنکھ سے دیکھا کہ اللہ والے اللہ کے ذکر سے کس قدر مست اور مطمئن ہیں۔ پھر ان کی صحبت کی برکت سے ایک دن آپ کو بھی نام لینے کی توفیق ہوگئی اور جب منہ سے اللہ نکلا تو دل میں مولیٰ آگیا، کیونکہ اللہ کا نام، اللہ کا ذکر، اللہ کا اسمِ مبارک اپنے مسمّٰی سے کبھی الگ نہیں ہوسکتا، جہاں نام لوگے وہیں مسمّٰی بھی ہے، سارا عالم اللہ کا مسمّٰی ہے، تو یہ کون سا علم حاصل ہوا؟ حق الیقین۔

صحبت اہل اللہ میں علم الیقین عین الیقین میں تبدیل ہوتا ہے

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی مہربانی دیکھو کہ تقویٰ کے ثمرات اَلَا بِذِکْرِ اللہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کا علمِ یقین دے کر اپنے بندوں کو، اپنے غلاموں کو اس آیت کے ذریعہ یہ موقع فراہم فرمایا کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ جاؤ اللہ والوں کے پاس، وہاں تمہارا علم الیقین عین الیقین سے تبدیل ہوجائے گا اور تم چین واطمینان پاؤ گے، ان کے پاس بے چین دل لے کر جاؤ گے اور چین لے کر واپس آؤ گے، جب چاہو تجربہ کرکے دیکھ لو۔

میری خانقاہ میں ڈپریشن کا ایک مریض امریکہ سے آتا ہے، جیسے ہی خانقاہ میں قدم رکھتا ہے کہتا ہے کہ یہاں تو میں نے کوئی کیپسول نہیں کھایا اور میرا ڈپریشن بغیر کیپسول اور دوا کے خود بخود غائب ہوگیا۔ تو یہ اختر کی کرامت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت ہے جس کا خانقاہ میں نام لیا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا احسان وکرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اطمینانِ قلب کے لئے علم الیقین پہلے عطا فرمایا پھر عین الیقین کا حکم بھی دے دیا کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اللہ والوں کے ساتھی ہوجاؤ اور اپنے علم الیقین کے مقام کو عین الیقین تک پہنچادو یعنی اللہ والوں کے پاس جاؤ اور ان کو دیکھو کہ ہمارا نام لینے کی برکت سے کیسے چین سے ہیں بلکہ تم بھی ان کے پاس بیٹھ کر چین پاجاتے ہو، ہمارا نام لینے والا تو چین پاتا ہے ہی مگر اس کے پاس جو بیٹھ جاتا ہے اس کو بھی چین ملتا ہے، یہ ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ، اللہ والوں کے پاس جاکر بیٹھو تو سہی، ان شاء اللہ تعالیٰ لومڑی بھی شیر ہوجائے گی، گناہوں سے بچنے کی ہمت بھی پاجاؤ گے مگر ارادۂ حق کے ساتھ جاؤ،

یُرِیْدُوْنَ وَجْہَہٗ

(سورۃ الکہف، آیت ۲۸)

کے ساتھ جاؤ، اللہ کا ارادہ کرکے جاؤ کہ ہم اللہ والے کے پاس اس لئے

جارہے ہیں کہ ہمیں اللہ مل جائے ، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡھَہٗ کہ صحابہ کو جتنا فیض ہوااس کا سبب یہی تھا کہ انہوں نے میری ذات کو اپنا مراد بنا یا تھا، اس لئے میرے نبی کے فیض سے مالا مال ہوگئے، ہر صحابی کہاں سے کہاں پہنچا۔

کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کے حکم کا ایک خاص راز

تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ جب میرے بندے میرے مقبول اور اولیاء کی صحبت میں جائیں گے تو ان کا علم الیقین عین الیقین سے تبدیل ہوجائے گا کیونکہ جب آدمی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے تو پھر ضرور اس کو حاصل کرتا ہے، للچاتا ہے کہ آہ! یہ اللہ والے کتنے چین سے ہیں۔ لہٰذا تم بھی جلدی سے اللہ والے بن جاؤ، پھر وہ اللہ کا نام بھی لینے لگے گا، علم الیقین اور عین الیقین کے بعد حق الیقین کا درجہ خود بخود مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے حیات تلخ کردی جاتی ہے

بدنظری کو شریعت نے اس لئے حرام کردیا کہ کہیں تم کو شیطان بہکا نہ دے کہ پتہ نہیں مولیٰ ہمیں ملے نہ ملے، لیلیٰ تو نقد ہے، لیکن یہ بات نہیں ہے، جس نے مولیٰ کا راستہ چھوڑا اس کے قلب پر عذاب نازل ہوتا ہے۔ جس وقت گناہ کا زیرو پوائنٹ، نقطۂ آغاز ہوتا ہے، جس وقت بندہ اپنی حیات کو نافرمانی میں مشغول کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو فوراً معلوم ہوجاتا ہے کہ آج یہ کسی حسین کی تلاش میں جارہا ہے چنانچہ اِدھر اس کا ارادہ ہوا اُدھر دل میں بربادی و تباہی اور مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا کا ظہور ہوا۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا﴾

(سورۃ طٰہٰ، آیت: ۱۲۴)

جو اللہ کی ناراضگی والا راستہ اختیار کرے گا اس کی زندگی تلخ کردی جائے گی۔ جبکہ اللہ کے راستے کا غم یعنی نظر بچانے کا جو غم ہے اور لیلاؤں سے اپنی جان بچانے کا جو غم ہے اس میں لذتِ قربِ مولیٰ بھی شامل ہے کیونکہ جس اللہ کے لئے آدمی نظر نیچی کرتا ہے، غم اُٹھاتا ہے، اس کی عنایت اس کے ساتھ رہتی ہے۔ عام بے وقوف دنیا دار لوگ سمجھتے ہیں کہ مولوی لوگ بڑی حسرت میں ہیں، انہیں تو کوئی مزہ ہی حاصل نہیں، یہ تو دنیا میں بے کار پیدا ہوئے، یہ لوگ دنیا کی رنگینیوں سے کنارہ کش ہیں، بڑے گھاٹے میں اور خسارے میں ہیں، اس پر میرا شعر سنئے ؎

غارت گرِ حیات سمجھتی تھی کائنات
میری نظر میں غم ترا جانِ حیات ہے

اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص سے ناآشنا لوگوں کی مثال

اللہ تعالیٰ کی محبت کو، گناہوں سے بچنے کے غمِ تقویٰ کو لوگ سمجھتے ہیں کہ ان پر تو ملّائیت سوار ہے، یہ بالکل ہی تباہ و برباد قوم ہے، ہر مزے سے اپنے کو بچائے ہوئے ہیں، ہر وقت اللہ کی یاد میں لگے ہوئے ہیں لیکن یہ ظالم، بدھو اور بے وقوف انسان ہیں جیسے ایک جاہل بکری چرانے والا اکبر بادشاہ کا مہمان ہوا اور اس نے کہا کہ جنگل میں جب آپ راستہ بھٹک گئے تھے، میں نے آپ کو اپنی بکریوں کا دودھ پلایا تھا اور آپ نے اپنی مہمان نوازی کا وعدہ کیا تھا اور یہ آپ کا دستخطی کارڈ میرے پاس ہے تو اکبر بادشاہ نے اس کے لئے فوراً فیرنی پکوائی، باسمتی چاول پسوائے، خالص دودھ میں پکوایا اور کھویا وغیرہ ڈال کر چاندی کا ورق لگوایا۔ اب جب اس دیہاتی نے اسے دیکھا تو چکھنے سے پہلے ہی گالیاں دینا شروع کر دیں کہ کمبخت، بیہودہ، بے وقوف، بے وفا، غدار مجھ کو بلغم کھلا رہا ہے، اس کی شکل تو بلغم کی طرح ہے۔ تو جن ظالموں نے اللہ تعالیٰ کی محبت

کونہیں چکھا، جن محروم جانوں نے اللہ کی راہ کے غم کونہیں اُٹھایا وہ لوگ اس مزہ کو کیا جانیں۔ اس لئے کہتا ہوں کہ جو صاحبِ تقویٰ ہیں، صاحبِ مولیٰ ہیں ان کے پاس رہ کر دیکھو ان شاء اللہ پھر آپ کا علم الیقین عین الیقین سے بدلے گا اور پھر حق الیقین بھی پا جاؤ گے۔

تعمیرِ قلبِ شکستہ کا مٹیریل

آپ نے نظر بچا کر اپنے دل کو ویران کیا، عیناً، قلباً اور قالباً حسینوں سے دوری اختیار کی، آنکھ بچائی، دل بچایا، جسم سے بھی قریب نہیں رہے تو کیا ملے گا؟ اللہ کے دستِ مبارک سے آپ کے قلبِ شکستہ کی حلاوتِ ایمانی کے مٹیریل سے تعمیر ہوگی۔ آپ مٹیریل بھی تو دیکھو! یہ سب سے قیمتی مٹیریل ہے، اللہ تعالیٰ حلاوتِ ایمانی کے مٹیریل سے اپنے عاشقوں کے شکستہ اور ویران قلب کی تعمیر فرماتے ہیں۔ دنیا کی حکومت بھی یہی کرتی ہے، اگر دنیا میں کہیں زلزلہ آجائے، مکانات میں دراڑیں پڑ جائیں، شیشے کھڑکیاں ٹوٹ جائیں تو حکومت اعلان کرتی ہے کہ جہاں زلزلہ آیا ہے وہ علاقہ آفت زدہ قرار دے دیا گیا ہے اور حکومت ان کے مکانات کی تعمیر ان کے دیواروں کی، دراڑوں کی تعمیر شاہی خزانہ سے کرے گی، شیشے اور کھڑکیوں کے ٹوٹ پھوٹ کا تدارک کرے گی، تلافی کرے گی، نئی دیوار اور جدید شیشہ لگائے گی اور ایک بات اور کرے گی کہ اس سال ان کے تمام ٹیکس کو بھی معاف کر دے گی۔

تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو اپنے قلب کی بری خواہشات کو ترک کرتا ہے اور حسینوں سے نظر بچا کر دل پر غم اٹھاتا ہے اس کے ٹوٹے ہوئے دل کی دیواروں کے شگافوں اور دراڑوں کو، دل کی کھڑکیوں اور شیشوں کے ٹوٹے ہوئے تمام تعمیری اجزاء کو اللہ تعالیٰ حلاوتِ ایمانی کے مٹیریل سے تعمیر کرتے

ہیں اور اس قلب کو اپنی تجلی خاص عطا کرتے ہیں اور اپنی ولایت کے لئے قبول فرماتے ہیں، شاعر کہتا ہے ؎

نہ میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلّی دلِ تباہ میں ہے

کچھ دن ان کے پاس بیٹھو جو ایک لمحہ بھی اپنے اللہ کو ناراض نہیں کرتے، ایک سانس بھی اپنے مولیٰ کو ناراض نہیں کرتے، ہر وقت دل پر غم اٹھاتے ہیں، مجال نہیں ہے کہ ان مردہ لاشوں کو دیکھیں، ان کے سامنے ہر وقت اللہ رہتا ہے، وہ ان مردہ لاشوں کو لَا شَیْءَ دیکھتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ ایسے قلبِ شکستہ میں، حسرت خوردہ، حسرت زدہ اور غم کے مارے دلوں میں اس قدر مسرت اور خوشیاں برساتا ہے، ان کی حیات پر بے شمار حیات برساتا ہے کہ ان کے پاس بیٹھ کر دوسرے لوگ حیات پاتے ہیں، ان کے پاس بیٹھ کر ساری دنیا کے ڈپریشن اور ٹینشن والوں کو سکون ملتا ہے۔

قلبِ شکستہ کی تعمیر اللہ تعالیٰ اپنے دستِ مبارک سے کرتے ہیں

تو اس مثال سے یہ بات سمجھ میں آگئی کہ جب دنیا کی حکومت زلزلہ سے آفت رسیدہ عمارتوں کی تعمیر کرتی ہے تو کیا اللہ تعالیٰ جو ارحم الراحمین ہیں وہ اپنی سلطنت کے خزانوں سے اپنے بندوں کے شکستہ دلوں کی تعمیر نہیں فرمائیں گے؟ اس جغرافیے پر میرا ایک شعر ہے جس کے بارے میں مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ کیا غضب کا اردو شعر ہے، میں تو سمجھتا تھا کہ تمہارے فارسی کے اشعار ہی اچھے ہوتے ہیں مگر آج معلوم ہوا کہ تمہاری اردو شاعری بھی اچھی ہے۔ وہ شعر ہے ؎

ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

نہ ہم اپنے دلوں کی بری خواہشوں کو توڑتے ، نہ ہمارا دل ٹوٹتا، شکستہ ہوتا، نہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک سے ہم کو تعمیر نصیب ہوتی، نہ حلاوتِ ایمانی کے مٹیریل سے ہمارے قلب کو حیات درحیات عطا ہوتی۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را

ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

جولوگ اللہ کی تلوار کے سامنے ہر وقت سرِ تسلیم خم رکھتے ہیں، واللہ اختر کہتا ہے، ان کی حیات پر ہر وقت بے شمار حیات برستی ہے اور ان کو عالمِ غیب سے ہر وقت نئی نئی جانیں عطا ہوتی ہیں۔

اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ پر یقین کرنا فرض ہے

یہ تصورات کی دنیا نہیں ہے، یہ حقائق کی دنیا ہے، اگر قرآنِ پاک تصورات کی دنیا ہے تو اپنے ایمان کی خیر مناؤ، اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ یہ اللہ کا فرمان ہے، یہ خیالی پلاؤ نہیں ہے، یہ تصوراتی دنیا نہیں ہے کہ تصور کرلو کہ یہ ہوگا، یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میری ہی یاد سے تمہارے دلوں کو چین ملے گا اور بِذِکۡرِ اللّٰہِ کی تقدیم حصر کے معنیٰ پیدا کرتی ہے لہٰذا اگر کوئی یہ ترجمہ کردے کہ اللہ کے ذکر سے چین ملتا ہے تو اس کا ترجمہ غلط ہوگا، اسے یہ ترجمہ کرنا پڑے گا کہ صرف اللہ ہی کی یاد سے دلوں کو چین ملتا ہے، کیونکہ عربی کا قاعدہ مسلمہ ہے

اَلتَّقۡدِیۡمُ مَاحَقُّہُ التَّأۡخِیۡرُ یُفِیۡدُ الۡحَصۡرَ

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، ج:۱، ص۱۳۴)

تو اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ اصل میں یہ عبارت تھی تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ بِذِکۡرِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ نے بِذِکۡرِ اللّٰہِ کو مقدم فرما کر اہلِ علم کو بتا دیا کہ صرف اللہ ہی کی یاد سے دلوں کو چین ملے گا لیکن افسوس ہے کہ آج دین دار لوگوں کو، اللہ والوں اور ملّاؤں کو سمجھتے

ہیں کہ یہ خسارے میں ہیں حالانکہ اللہ کو ناراض کر کے تم خسارے میں ہو، جس کے پاس مولیٰ نہیں ہے اس سے بڑا کنگال اور مفلس دنیا میں کوئی نہیں ہے اور جو اپنے دل میں خدا رکھتا ہے اس سے بڑا سلطانِ زمانہ بھی کوئی نہیں ہے۔ کیا آپ نے صحابہ کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے کس طرح اتباعِ شریعت وسنت میں زندگی گذاری، اگر ہمیں آج دنیا کہتی ہے کہ یہ سب ملا بے وقوف ہیں، سینما نہیں دیکھتے، وی سی آر نہیں دیکھتے، پھر یہ کس لئے پیدا ہوئے ہیں؟ ارے ہم مولیٰ کے لئے پیدا ہوئے ہیں ظالمو! ہمیں اللہ نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾

(سورۃُ الذّاریات، آیت:۵۶)

اللہ نے ہمیں وی سی آر، سینما اور مرنے والوں کا نمک چکھنے کے لئے یعنی جس نمک کو خدا نے حرام فرمایا اس کی نمک حرامی کے لئے پیدا نہیں کیا، ہم نمک حلالی پر فدا ہیں، ہم اللہ کا نمک کھائیں گے اور اللہ کی مرضی پر جینا اور مرنا قبول کریں گے۔

اصلی بے وقوف کون لوگ ہیں؟

منافقین نے بھی صحابہ کے لیے یہی کہا تھا:

﴿اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت:۱۳)

کیا ہم ایمان لائیں جیسے یہ بے وقوف لوگ ایمان لائے ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ آج کل کے دنیا داروں کا اللہ والوں کو یہ طعنہ دینا کوئی نیا ایڈیشن نہیں ہے، یہ ان بدمعاشوں کی کتاب کا نیا ایڈیشن نہیں ہے، عہدِ رسالت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بھی منافقین یہی کہتے تھے کہ کیا ہم صحابہ جیسی بے وقوفی کرلیں؟ اَنُؤْمِنُ کیا ہم ایمان لے آئیں كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ، سُفَهَآءُ جمع ہے سَفِیْهٌ کی اور سَفِیْهٌ سَفَاهَةٌ سے ہے،

وَالْمُرَادُ بِالسَّفَاهَةِ خِفَّةُ الْعَقْلِ وَالْجَهْلُ بِالْاُمُوْرِ

(روح المعانی، ج۱،ص۱۵۶، مکتبہ دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

یہ تفسیر روح المعانی کی عبارت پیش کررہا ہوں کہ سُفَھَآءُ سَفِیْہٌ کی جمع ہے اور سَفِیْہٌ سَفَاھَۃٌ سے ہے اور سَفَاھَۃٌ کے معنی ہیں عقل کا ہلکا ہونا، خِفَّۃُ الْعَقْلِ، عقل کا ہلکا ہونا اور وَالْجَھْلُ بِالْاُمُوْرِ اور حقائقِ امور سے جاہل ہونا۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ اے دنیا والو خوب سن لو! اصلی بے وقوف یہی ہیں جو ہمارے متقی اور پیاروں کو بُرا کہتے ہیں جو اپنے دل میں مولیٰ کو لئے ہوئے ہیں، قلب میں میرا نور لئے ہوئے ہیں،

﴿وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ﴾

(سورۃ الانعام، آیت:۱۲۲)

سارے عالم میں جہاں جاتے ہیں میرا نور ان کے قلب میں موجود ہوتا ہے، کبھی ان سے جدا نہیں ہوتا، وہ کبھی ہم سے جدا نہیں ہوتے۔ آہ! اس جملہ کی قدر کرو کہ میرے عاشقین کبھی مجھ سے جدا نہیں ہوتے اور ہم بھی کبھی ان سے جدا نہیں ہوتے۔ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ کا ترجمہ دیکھو۔ اللہ والے سارے عالمِ انسانیت میں، جرمن میں، جاپان میں جہاں بھی جائیں گے اللہ کا نور اپنے دل میں لئے ہوئے ہوں گے اور خواجہ صاحب کا یہ شعر پڑھتے رہیں گے ؎

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کئے ہوئے
روئے زمین کو کوچۂ جاناں کئے ہوئے

اللہ والوں کی گلی ایک لیلیٰ کی گلی نہیں ہوتی، ان کا کوچۂ جاناں صرف نجد نہیں ہے جہاں لیلیٰ رہتی تھی، ان کے لئے سارا عالم نجد ہے بلکہ رشکِ نجد ہے اور رشکِ وجد ہے۔ تو میں یہ عرض کررہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کس بلاغت

سے فرمایا اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ حالانکہ اِنَّھُمْ السُّفَھَآءُ کی عبارت بھی صحیح تھی کہ یہ سب کے سب بے وقوف ہیں مگر درمیان میں ایک ھُمْ اور داخل کیا، پہلے دو مبتداء بنائے پھر خبر نازل کی تا کہ یہ خبر دو مبتداؤں کا سہارا لے اور ہم جو ان منافقین کو بے وقوف کہہ رہے ہیں تو ہماری یہ خبر مضبوط ہو۔

علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں ایک ھُمْ بھی کافی تھا لیکن اللہ تعالیٰ اَلَآ اِنَّھُمْ کے بعد دوسرا ھُمْ یعنی ھُمُ السُّفَھَآءُ لائے پھر مبتدا لائے تا کہ اس خبر کو دو مبتداء مل جائیں (تفسیر النسفی، جزء ۱، ص ۴۲)

دو مسند الیہ سے یہ خبر مضبوط ہو جائے کہ اصلی بے وقوف یہی لوگ ہیں وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ لیکن یہ اپنی سفاہت سے بے علم اور بے خبر ہیں۔

صحابہ کرام کو برا کہنے والے کو عالم کہنا نص قطعی کے خلاف ہے

یہاں پر ایک علمی بات عرض کر دوں کہ جو لوگ صحابہ کو برا کہتے ہیں ان کو عالم اور مولانا لکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس طرح قرآنِ کریم کی مخالفت ہو جائے گی۔ یاد رکھو! جو شخص صحابہ پر قلم اٹھائے یا زبان نکالے سمجھ لو کہ یہ بے وقوف ہے، وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ بے علم ہے، جس کو خدا بے علم کہہ دے اس کو تم کیوں مولانا لکھتے ہو؟ اب اس کے بعد دیکھئے علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ کی تفسیر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ بے وقوف تو ہیں مگر ان کو اپنی بے وقوفی کا علم نہیں ہے۔

جہالت کی دو اقسام

جہل کی دو قسمیں ہیں ایک جہل بسیط، ایک جہل مرکب۔ جہل بسیط وہ جہالت ہے جس میں جاہل کو اپنے جہل کا علم ہو کہ میں جاہل ہوں، اَن پڑھ

ہوں، اس کا جہل جہل بسیط ہے، لیکن جب کوئی جاہل اپنے کو عالم بھی سمجھے اور اپنی جہالت کا اسے علم نہ ہو تو اہل فن کا اجماع ہے کہ ایسا جہل، جہل مرکب کہلاتا ہے۔ تو علامہ محمود نسفی فرماتے ہیں کہ منافقین کو اپنی سفاہت اور بے وقوفی کا علم نہیں ہے، ان کی سفاہت بسیط نہیں ہے، یہ ان کا جہل مرکب ہے، یہ ایسے پرلے درجہ کے بے وقوف ہیں کہ ان کو اپنی بے وقوفی کا علم بھی نہیں ہے۔ بتاؤ! جہل بسیط اور جہل مرکب اصطلاحی الفاظ ہیں یا نہیں؟ اختر تصوف کو علم کے کیپسول میں پیش کررہا ہے۔ ہمارا تصوف علم کے کیپسول میں ہے۔ لہٰذا اے اللہ والو! اللہ والے بننے والو! اور اللہ والا بننے کا شوق رکھنے والو! اور اللہ والا بننے کا ارادہ کرنے والو! کبھی دنیا سے مت ڈرو کہ دنیا کیا کہے گی ؎

جان دے دی میں نے اُن کے نام پر
عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

انجام اہلِ تقویٰ کے لئے خاص ہے

کیونکہ اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾

(سورۃ الاعراف، آیت:۱۲۸)

اے ہمارے خاص بندو! انجام سے مت ڈرو کیونکہ میں نے انجام متقیوں کے ہاتھ میں دے دیا ہے، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ آخرت تمہارے لئے خاص ہے، انجام اہلِ تقویٰ کے لئے خاص ہے، یہ خوش انجام ہیں۔ لیلاؤں کے چکر میں پھرنے والے بدنام بھی ہیں اور بدانجام بھی ہیں اور مولیٰ کی طرف پھرنے والے خوش نام بھی ہیں اور خوش انجام بھی ہیں۔ آہ! کیا آپ کو یقین نہیں آتا یہ الفاظ مجھے حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو رہے ہیں، میں کوئی رٹی رٹائی تقریر نہیں

کررہا ہوں، دنیاوی ٹیڈیوں کے چکر میں وی سی آر، کالی گوریوں کے چکر میں پھرنے والے بدنامِ زمانہ بھی ہیں اور بدنامی کے ساتھ بدانجام بھی ہیں، ان کا انجام اچھا نہیں ہے، ان کی زندگی اللہ کے غضب اور قہر کے سائے میں ہے اور جو مولیٰ پر مر رہے ہیں یہ خوش نام بھی ہیں اور خوش انجام بھی ہیں، ان کی دنیا میں بھی عزت ہوتی ہے، جدھر سے گذر جاتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ حضرت دعا کرنا اور ٹیڈیوں کے چکر والوں سے دعا کراتے ہو؟ ان کو حضرت کہتے ہو؟ حاجی صاحب کہتے ہو؟ ان کو کیا کہتے ہو کہ پاجی صاحب! ہم تم سے دعا نہیں کرائیں گے۔

عاشقِ مولیٰ اور عاشقِ لیلیٰ میں فرق

بتاؤ! اگر آج حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا خیمہ ڈربن میں لگ جائے اور اللہ ان کو چوبیس گھنٹے کے لئے دنیا میں بھیج دے تو ان سے کتنے لوگ ملیں گے کہ آج اللہ نے دنیا میں سلطنت بلخ چھوڑنے والے کو بھیج دیا ہے چلو جلدی، ایک نظر ہی دیکھ لو کہ تارکِ سلطنت کیسے ہوتے ہیں، عاشقِ سلطنت تو آپ دنیا میں بہت پاؤ گے لیکن تارکِ سلطنت نہیں پاؤ گے، جو اللہ کی محبت میں اس مقام پر پہنچے ہیں۔ لیکن اگر ایک خبر لگ جائے کہ حسینوں کے چکر میں جو پاگل ہوا تھا وہ بھی آیا ہوا ہے، اس کا خیمہ بھی لگا ہوا ہے اور بورڈ بھی لگا ہے کہ یہ ایک عورت کے عشق میں پاگل ہوگیا ہے تو آپ اس کو دیکھنے جاؤ گے؟ اس سے دعا کراؤ گے؟ بولو! کتنا فرق ہے عاشقِ مولیٰ میں اور عاشقِ لیلیٰ میں!

دوستو! مجاز اور حقیقت کا فرق نہ پوچھو، مجاز کا نقطۂ آغاز عذابِ الٰہی سے ممزوج ہے یعنی ملا ہوا ہے۔ کیا آپ کو یہ آیت یاد نہیں:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾

(سورۃ طٰہٰ، آیت:۱۲۴)

جو میری نافرمانی کرے گا، مجھ سے رخ پھیرے گا، اپنے قلب کا قبلہ بدلے گا

اور مرنے والوں کو اپنا قبلہ بنائے گا تو میرا عذاب ان کے ساتھ ہوگا ان کو کبھی چین نصیب نہ ہوگا، فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا جملہ اسمیہ ہے، اس میں فاء تعقیبیۃ ہے۔

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

عاشقِ لیلیٰ کی رسوائی کا عالم

بس مولیٰ پر مرنا سیکھو، واللہ کہتا ہوں کوئی لیلیٰ کام نہ آئے گی، اگر کوئی انتہائی رومانٹک ہے، آسانی سے معشوقوں کو حاصل بھی کرلیتا ہے، رات دن بہت ہی مزہ لے رہا ہے لیکن یہ بتاؤ کہ اگر فالج ہوجائے یا پتھری ہوجائے اور گردے بیکار ہوجائیں اور وہ ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہو جہاں اس کا سارا خون نکال کر فلٹر کیا جارہا ہو اور وہ سوکھتا چلا جائے، تو اس کی عیادت کے لئے کوئی حسین آئے گا؟ جب وہ دیکھے گا کہ اب اس کے پاس پیسہ بھی نہیں ہے اور حسن و جمال بھی نہیں ہے تو کہے گا کہ جاؤ ہمارا تم سے کوئی رشتہ نہیں، تم نے مولیٰ سے رشتہ توڑا تھا تم ہمارے کیسے ہوسکتے ہو، جب تم اللہ کے نہیں ہو تو ہمارے کیسے ہوسکتے ہو۔ ایک شخص اپنے باپ کا نافرمان تھا، اس نے کسی سے دوستی کرنی چاہی تو اس نے کہا کہ ہم تم سے دوستی نہیں کریں گے، جب تم اپنے باپ کے نہ ہوئے تو ہمارے کیسے ہوسکتے ہو؟

میں کچھ اور مضمون عرض کرنا چاہ رہا تھا مگر اوپر سے کچھ اور آرڈر آ گیا، لائن بدل گئی، میں تقریر خود سے نہیں کرتا، مجھے اللہ تعالیٰ راستہ دکھاتا ہے کہ آج یہ بیان کرو، میں نے کسی اور تقریر کے مضمون کا ارادہ کرلیا تھا مگر اس سارے مضمون کا نقشہ بدل گیا، اس لئے میں اپنے کو یہی سمجھتا ہوں۔

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہِ اوست

میری گردن، میری زبان کسی کے ہاتھ میں ہے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھے لیلاؤں کے چکر میں کبھی بے مولیٰ نہ کرے۔

بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے اور مولیٰ کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں جان کی بازی لگانے کی توفیق دے، اور اپنی تمام بری خوشیوں کو تباہ کر کے قلب کو ویران کرنے کی توفیق دے تا کہ ہمارا دل اللہ کے قرب ونسبت اور ولایت کا خزانہ حاصل کرنے کے قابل ہو جائے، اللہ تعالیٰ توفیقِ تقویٰ اور اپنا نام لینے کی توفیق دے اور اپنے عاشقوں کی دنیا میں ہمیں داخلہ دے اور اپنے عاشقوں کی صف میں شامل فرمائے اور اپنے عاشقوں جیسے ایمان واعمال ہم سب کو نصیب فرمائے، مرنے سے پہلے پہلے ہمارے انجن کی لائن بدل دے، بدنام اور بدانجام طبقہ سے اللہ ہم کو نکال کر خوش نام اور خوش انجام طبقہ میں شامل فرمائے کیونکہ **وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ** عاقبت اور انجام متقیوں کے ہاتھ میں ہے، اے اللہ بس ہمیں نواز دے، اس مسافر کی دعا کو قبول فرمالے۔

ہم بلاتے تو ہیں سب کو مگر اے ربِّ کریم
ہم سب پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

اے اللہ! اختر تو بلاتا ہے مگر اس کا نفس خود اس کے ہاتھ میں نہیں ہے، اگر آپ کی حفاظت نصیب نہ ہو تو مقرر کا بھی پتہ نہیں کہاں گرے گا، اس لئے اے خدا! آپ ہم سب کو اپنے جذب سے اپنا بنا لیجئے اور مجھ مسافر کی دعا کو قبول فرمالیجئے، آپ خبیر ہیں، علیم ہیں کہ میری دعوت آپ کے بندوں کو مولیٰ والا بنانے کے لئے ہے کسی دنیا کی لالچ سے نہیں ہے، میں اپنے دردِ دل سے مجبور ہوں۔

کہاں تک ضبطِ غم ہو دوستو راہِ محبت میں
سنانے دو تم اپنی بزم میں میرا بیاں مجھ کو

میں دعا کر رہا ہوں کہ اللہ مجھ کو عاشق، جلے بھنے دل والے کچھ بندے ایسے دے دے جو میرے ساتھ سارے عالم میں پھریں اور میں ان کے ساتھ سارے عالم میں پھروں اور سارے عالم میں اے اللہ! تیری دوستی کی دعوت دوں کہ اللہ والے بن جاؤ اور اللہ کو ناراض کرنا چھوڑ دو۔ بس یہی میری تمنا ہے، خدا اختر کو، میری اولاد کو اور ہم سب کو ایک سانس بھی اپنی ناراضگی میں نہ گذارنے دے، ہمیں ایسا ایمان اور تقویٰ دے دے کہ ہم ہر سانس آپ پر فدا کر دیں اور ایک سانس بھی آپ کو ناراض نہ کریں۔ بس پھر دیکھو زندگی کیسی پُر بہار ہوتی ہے ؎

زندگی پُر بہار ہوتی ہے
جب خدا پر نثار ہوتی ہے

یہ آخری شعر اچانک یاد آگیا، جیسے بارش ختم ہونے کے بعد بھی دو چار قطرے برس جاتے ہیں تو یہ آخری شعر بھی بارش کے انہیں قطروں کی طرح ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ